سوال

(197) نمازِ تراویح میں قرآن ختم کرنے پر مٹھائی تقسیم کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

رمضان المبارک میں نماز تراویح باجماعت پڑھائی جاتی ہے، عام طور پر ستائیسویں رات قرآن کریم ختم کیا جاتا ہے، اس موقع پر مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے کیا ایسے موقع پر یہ اہتمام اسلاف سے ثابت ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

رمضان المبارک میں تکمیل قرآن کے موقع پر مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنے کے متعلق ہم افراط وتفریط کا شکار ہیں بعض انتہا پسند اسے بدعت قرار دے کر اسے ضلالت و گمراہی سے تعبیر کرتے ہیں، پھر اسی پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ یہ کام کرنے والوں کو جہنم رسید کرکے سانس لیتے ہیں، جبکہ دوسری طرف جو تساہل پسند ہیں ان کا رویہ انتہائی قابل اعتراض اور محل نظر ہے کیونکہ وہ ایسے موقع پر کھانے پینے کا اس قدر تکلف کرتے ہیں کہ اللہ کا گھر شادی محل معلوم ہوتا ہے بلکہ بعض مساجد میں آخری عشرہ اسی انداز سے گزارا جاتا ہے کہ طاق راتوں میں دیگیں پکائی جاتی ہیں، تقریر اور وعظ و نصیحت کے لئے جید اور خوش الحان علمائے کرام کو مدعو کیا جاتا ہے اور ساری رات کھانے پینے اور وعظ و نصیحت سننے سنانے میں گزر جاتی ہے۔ ہمارے نزدیک اس قسم کی افراط وتفریط درست نہیں، بلاشبہ رمضان المبارک نماز تراویح میں قرآن کریم پڑھنا اور سننا ایک بہترین عمل ہے۔ اس کے لئے کسی متدین اور متشرع حافظ قرآن کی خدمات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں جو خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرے، نماز تراویح میں مکمل قرآن کریم کو پڑھنے اور سننے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز تراویح پڑھانے کے لئے بہترین قراء کا انتخاب کرتے تھے۔ کتب احادیث میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا نام بطور خاص ملتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ نماز تراویح میں حافظ قرآن سو آیات کی تلاوت کرتا اور یہاں تک کہ قیام کے طویل ہونے کی وجہ سے بعض مقتدی اپنی لاٹھیوں کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتے، پھر اس قیام سے صبح صادق کے قریب فراغت حاصل کرتے۔ [موطا امام مالک، ص: ۱۳۷، ج ۱]

تکمیل قرآن کے لئے ہماری رائے یہ ہے کہ انتیسویں رات کا انتخاب کیا جائے اس کے لئے خاص اہتمام کا تکلف نہ کیا جائے، بلکہ سادگی کے ساتھ اسے سرانجام دیا جائے۔ تکلفات سے بالاتر ہو کر اگر کوئی نمازی اپنی طرف سے مٹھائی وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے تو اسے قابل گردن زنی جرم نہ قرار دیا جائے۔ ہم لوگ خوشی کے موقع پر اپنے گھروں میں اس طرح کا اہتمام کرتے رہتے ہیں لیکن اس کے لئے آخری عشرہ کے آغاز سے تحریک چلانا اور تقسیم شرینی کے نام سے چندہ اکٹھا کرنا، باقاعدہ ہر نماز کے بعد اس کا اعلان کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ کا معتدل فتویٰ حسب ذیل ہے:

''بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سورۂ بقرہ ختم کی تو دس اونٹ ذبح کیے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کتاب کے ختم ہونے پر اگر کوئی خوشی کی جائے

توحرج نہیں لیکن اس کاالتزام کرنااوراس کوضروری سمجھنا، جیسا کہ آج کل ہوتا ہے یہ طریقہ مناسب نہیں ،کیونکہ سلف میں اس قسم کے التزام کا ثبوت نہیں ہے ۔'' [فتاویٰ اہلحدیث، ص :٦٧٦، ج ا]

واضح رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کاحوالہ اب مجھے مستحضر نہیں ہے اس موقع پر یہ گزارش کرنا بھی ضروری ہے کہ نماز تراویح پڑھانے والے حافظ قرآن کو چاہیے کہ وہ لوجہ اللہ اس کام کوسرانجام دے ،دل میں کسی قسم کا طمع اورلالچ نہ رکھے ، نیزانتظامیہ کو بھی چاہیے کہ وہ برسرعام اس حافظ قرآن کی عزت نفس اورخودداری کومجروح کرنے کے بجائے خاموشی کے ساتھ اس کی جوخدمت کرنا چاہیں کردیں ۔ بھری مسجد میں ایسی باتوں کااعلان کرنا صحیح نہیں ہے ،بہرحال ہمیں اعتدال کے دامن کو تھامنا ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میانہ روی اوراعتدال کوہی بہتر قراردیا ہے ۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:232